ادارہ

مصرع اٹھانا، جنازہ اٹھانا، داد دینا

چراغ حسن حسرتؔ اپنے ایک مضمون ''مصرع اٹھانا'' میں لکھتے ہیں: ڈیڑھ دو برس ہوئے کراچی کے ایک مشاعرہ میں ایک بہت بڑے شاعر اپنا کلام سنا رہے تھے۔ اتفاق سے میں بھی اس محفل میں موجود تھا۔ مجھ پر نظر پڑی تو کہنے لگے: ''آپ وہاں کیا کر رہے ہیں میرے پاس آ کر بیٹھیے مصرع بھی اٹھایئے، داد بھی دیجئے۔'' میں نے عرض کیا: ''اس فقیر حقیر نے عمر بھر یا تو مصرعے اٹھائے ہیں...... یا جنازوں کو کندھا دیا ہے۔ آپ فکر نہ کیجئے۔ میں یہیں بیٹھے بیٹھے مصرع بھی اٹھاؤں گا اور داد بھی دوں گا۔'' اور سچ پوچھیے تو میں نے کچھ غلط نہیں کہا۔ کیوں کہ نمازِ جنازہ بھی فرض کفایہ ہے اور شاعری کی شریعت میں مصرع اٹھانے کو بھی فرضِ کفایہ سمجھا جاتا ہے۔

حسرت کا اندازِ تحریر شستہ دُرُفتہ ہونے کے علاوہ نہایت شگفتہ ہوتا تھا۔ وہ جب کسی پر چوٹ کرتے تو ان کی طبیعت کھل کر جوہر دکھاتی۔ ایک زمانے میں ہمارے ہاں (Blank verse) بلینک وَرس کا بڑا چرچا تھا۔ لیکن اس مال کی کھپت اس کی پیداوار کی متحمل نہ ہو سکی۔ حسرت نے اس صنفِ ادب کا مذاق اڑاتے اڑاتے کئی طنزیہ نظمیں لکھ ڈالیں۔ ایک نظم دیکھیے

چِٹھیں لکھتے تھے جب اخبار میں ہم
تو مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوارِ دبستان پر
سنا ہے کیا کہا انگور نے آلو بخارا سے
''بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا''
یہ بھینسیں، آہ یہ بھینسیں!
ہوا میں تیرتے ہیں قہقہے جن کی جُگالی کے
مرے کمرے کی تنہائی میں اکثر آنکلتی ہیں
لیے شبنم کی چادر اور کفن نرگس کے باوا کا
کہا سوسن نے مچھر سے
کہ میری روح کا نغمہ مرے صندوق میں ہوگا
میں بھول آیا ہوں گُچھا چابیوں کا آج دفتر میں
جو امرتسر سے اپنے مجھ کو حصہ آپ دے دیتے
کسی کا کیا بگڑ جاتا مرا لاہور ہو جاتا

(نوادراتِ سخن، طاہر شادانی۔ ص ۶۴،۶۶)